

تلقہ راویان حدیث پر ”بعض الناس“ کی کرم فرمائی

جناب سرفراز خان صفدر دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

”ہم ایک اصولی بات عرض کر دیں، وہ یہ کہ اس کے جواب کے نمبر اول اور نمبر دو میں ہم نے جو حدیثیں پیش کی ہیں، وہ طبقہ اولیٰ، یعنی بخاری مسلم اور موطا امام مالک کی ہیں، جن کی سند پر کسی کو کلام اور جرح کرنے کا حضرات محدثین کے نزدیک حق نہیں پہنچتا۔“

(تبرید النواظر، ص: ۱۵۷)

جناب کی تضاد بیانی اور بے اصولی ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں:

”(علاء بن عبد الرحمن) امام ابن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان کی حدیث حجت نہیں، ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ قوی نہ تھے، ابو حاتم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان کی بعض حدیثیں منکر ہیں، ابو زرعہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ زیادہ قوی نہ تھے، ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محدثین صیام شعبان کی روایت کو ان کی منکر روایات میں شمار کرتے تھے، حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ علاء ”لیس بالمتمین عندہم“ محدثین کے نزدیک چنداں قابل اعتبار نہیں، پس یہ روایت بلاشبہ شاذ ہے کہ ضعیف راوی تمام ثقات کی روایت کے خلاف کرتا ہے، امت مسلمہ کا ایسی روایتوں کی صحت پر اجماع منعقد نہیں ہوا اور نہ آج تک جمہور نے ان کو



قبول کیا ہے۔“

(احسن الکلام: ۴/۴۹، ۱۴۸، خزائن السنن: ۳۳۵)

تبصرہ:

علاء بن عبد الرحمن صحیح مسلم میں اصول کے بنیادی راوی ہیں۔ جمہور نے ان کی توثیق کی ہے۔ ان کی روایت موطا امام مالک (۸۴/۱) میں بھی ہے، جناب صفدر صاحب ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ”بخاری مسلم اور موطا امام مالک۔۔۔ جن کی سند پر کسی کو کلام اور جرح کرنے کا حضرات محدثین کے نزدیک حق نہیں پہنچتا۔“ جب کہ دوسری طرف صحیح مسلم کے مرکزی راوی کو ضعیف کہہ رہے ہیں۔ یہ بے اصولی نہیں تو کیا ہے؟

علاء بن عبد الرحمن کو امام احمد بن حنبل، امام عجل، امام نسائی، امام ابن عدی، امام ابو حاتم رازی، امام ترمذی اور امام ابن حبان رحمہم اللہ نے ”ثقة لا باس به“ قرار دیا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَهُوَ ثَقَّةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ .

”وہ اہل حدیث کے ہاں ثقہ ہیں۔“

(سنن الترمذی تحت حدیث: ۵۲)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا يَنْزِلُ حَدِيثُهُ عَنْ دَرَجَةِ الْحَسَنِ، لَكِنْ يُتَجَنَّبُ مَا أُكْرِعَ عَلَيْهِ .

”ان کی حدیث درجہ حسن سے کم نہیں، لیکن ان کی منکرات سے اجتناب کیا جائے۔“



(سير أعلام النبلاء: ۱۸۷/۶)

جروح اور ان کا جائزہ:

① امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں:
”ان کی حدیث حجت نہیں۔“

(تاریخ ابن معین بروایۃ الدوری: ۲۳۰/۳)

جمہور کی توثیق کے مقابلہ میں یہ قول شاذ اور ناقابل التفات ہے۔

② امام ابن عدی رحمہ اللہ کہتے ہیں:
”وہ قوی نہ تھے۔“

اس سے ضعیف ہونا ثابت نہیں ہوتا، بل کہ خاص قوت کی نفی ہے، تب ہی فرمایا:
مَا أَرَى بِحَدِيثِهِ بِأَسَا وَقَدْ رَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ وَمَالِكٌ، وَابْنُ
جُرَيْجٍ وَنُظَرَاءُئِهِمْ.

”میرے مطابق حسن الحدیث ہیں۔ ان سے شعبہ، مالک اور ابن جریج رحمہم اللہ
جیسے ائمہ حدیث نے روایت لی ہے۔“

(الکامل فی ضعف الرجال: ۳۷۴/۶)

③ امام ابو حاتم کہتے ہیں:

”ان کی بعض حدیثیں منکر ہیں۔“

اس سے ضعف لازم نہیں آتا۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كَثِيرٌ مِّنَ الثَّقَاتِ قَدْ تَفَرَّدُوا، فَيَصِحُّ أَنْ يُقَالَ فِيهِمْ: لَا
يُتَابَعُونَ عَلَى بَعْضِ حَدِيثِهِمْ.

”بہت سارے ثقات حدیث بیان کرنے میں منفرد ہوتے ہیں اور ان کے بارے کہا جاسکتا ہے کہ ان کی بعض احادیث کی متابعت نہیں ہوئی۔“

(تاریخ الإسلام: ۴/۱۱۹۹، ت بشار)

ان منکر روایات میں صحیح مسلم کی کوئی روایت نہیں ہے، نیز امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم: ۶/۳۵۷)

④ امام ابو زرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”وہ زیادہ قوی نہ تھے۔“

اس سے ضعف لازم نہیں آتا۔ یہاں قوت کے اعلیٰ درجہ کی نفی ہے۔

⑤ امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”محدثین صیام شعبان کی روایت کو ان کی منکر روایات میں شمار کرتے تھے۔“

کتنے متفق علیہ ثقات ایسے ہیں، جن کی منکر روایات موجود ہیں، تو کیا یہ ان کے حق

میں موجب جرح ہے؟

⑥ حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَيْسَ بِالْمَتِينِ عِنْدَهُمْ .

”محدثین کے نزدیک چنداں قابل اعتبار نہ تھے۔“

ترجمہ درست نہیں، متین کا مطلب ثقہ حافظ ہے۔ (صحیح ابن خزیمہ: ۲/۳۱۲) المتین کی

نفی سے متین کی نفی نہیں ہوتی۔ ایسا راوی حسن الحدیث ہوتا ہے، نیز ”عندہم“ نامعلوم ہیں،

جناب صفدر صاحب لکھتے ہیں ”اگر جمہور کی جرح مفسر نہ ہو تو ’لیس بالمتین‘ سے عدالت

ساقط نہیں ہوتی۔“ (حاشیہ تسکین الصدور، ص ۱۰۹) ہمیں تو امام یحییٰ بن معین کے علاوہ کوئی

بھی جرح کرتا نظر نہیں آیا، خود ابن عبد البر رحمہ اللہ نے علاء کو ثقہ قرار دیا ہے۔

(التمہید لابن عبد البر: ۲۰/۲۱۵)

قارئین کرام:

علاء بن عبد الرحمن کو جمہور ائمہ حدیث نے ثقہ کہا ہے۔ بعض نے ان کی احادیث کی تصحیح کر کے ان کی ضمنی توثیق کر دی ہے، اس کے باوجود صفدر صاحب انہیں ضعیف قرار دینے پر بضد ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ علاء بن عبد الرحمن نے صحیح مسلم وغیرہ میں بے شمار ایسی روایات بیان کی ہیں جو صفدر صاحب کے مذہب و مسلک اور موقف کے برخلاف ہیں۔ اس جرم کی پاداش میں یہ ان کے تعصب کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں، اس حقیقت کو علامہ زلیعی حنفی رحمہ اللہ (م: ۶۲۰ھ) نے یوں آشکار کیا ہے:

هَذَا الْقَائِلُ حَمَلُهُ الْجَهْلُ، وَفَرَطُ التَّعَصُّبِ عَلَى أَنْ تَرَكَ

الْحَدِيثَ الصَّحِيحَ وَضَعَفَهُ لِكَوْنِهِ غَيْرَ مُوَافِقٍ لِمَذْهَبِهِ .

”علاء بن عبد الرحمن اور ان کی حدیث کو ضعیف کہنے والے کو جہالت اور انتہائی

تعصب نے اس صحیح حدیث کو ترک کرنے پہ اکسایا ہے۔ اس نے اسے اس

لئے ضعیف کہا ہے، کیوں کہ یہ اس کے مذہب کے موافق نہیں۔“

(نصب الراية: ۱/۳۴۰)

یہی بات علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ اور علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحمہ اللہ نے بھی کہی ہے۔ ان علماء کی رائے کا مصداق کون ہے، فیصلہ آپ کیجئے! دراصل انصاف کو ان سے شکایت ہے کہ یہ اس کا ساتھ نہیں دیتے۔ اگر روایت مذہب کے موافق ہو، تو واقدی، عمرو بن عبید، جابر جعفی رافضی اور محمد بن حسن شیبانی جہی جیسے کذاب و متروک راویوں کو سینے سے لگا لیتے



ہیں، اگر مذہب کے خلاف ہو، تو ابن جریج اور مکحول جیسے باتفاق محدثین ثقہ راویوں پر جرح کر دیتے ہیں۔ فی اللعجب!

علامہ زبیلی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَالْعَلَاءُ نَفْسَهُ ثِقَةً صَدُوقٌ. ”علاء فی نفسہ ثقہ صدوق ہیں۔“

(نصب الراية: ۱/۳۴۰)

عاصم بن کلیب:

جناب حسین احمد مدنی دیوبندی (م: ۱۳۷۷ھ) نے عاصم بن کلیب کو ”ضعیف“ کہا ہے۔

(توضیح الترمذی: جلد ۱، صفحہ: ۳۸۴)

عاصم بن کلیب صحیح مسلم کے راوی ہیں، بالاتفاق ثقہ ہیں۔ انہیں امام احمد بن حنبل، امام عجل، امام ابو حاتم رازی، امام یحییٰ بن معین، امام یعقوب بن سفیان فسوی، امام نسائی، امام ابن حبان، امام ابن شاہین اور امام ابن سعد رحمہم نے ”ثقہ“ کہا ہے۔

بہت سارے ائمہ حدیث نے ان کی احادیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ یہ ضمنی توثیق ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

كَانَ مِنَ الْأَوَّلِيَاءِ، ثِقَةً. ”زمرہ اولیا سے تھے، ثقہ تھے۔“

(المغني عن الضعفاء: ۱/۵۰۸)

ان کے بارے میں امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کا قول ”لا یصح بما انفرد“ دیگر ائمہ کی توثیق کے مقابلے میں ناقابل التفات ہے، تعجب خیز بات یہ ہے کہ جناب حسین احمد مدنی صاحب کہتے ہیں ”بخاری اور مسلم کی شرط یہ ہے کہ وہ ایسے راوی کی روایات نقل کریں گے، جن کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہو۔“ یہ مختلف فیہ راوی کی روایت کو نہیں لائیں گے۔

(تقریر ترمذی، ص ۴۶)

کنت نبیا و آدم بین الروح والجسد!

سیدنا میسرہ الفجر رضی اللہ عنہ (عبداللہ بن ابی جدعاء تمیمی) فرماتے ہیں:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى كُنْتُ نَبِيًّا؟ قَالَ: كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ
الرُّوحِ وَالْجَسَدِ.

”میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! (تقدیر میں) کب سے لکھا گیا تھا آپ نبی
ہیں؟ فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی روح و جسم کے مراحل میں تھے، میری نبوت لکھی جا
چکی تھی۔“

(التاریخ الكبير للبخاري: ۳۷۴/۷، مسند الإمام أحمد: ۵۹/۵، المعجم الكبير
للطبراني: ۳۵۳/۲۰، القدر للغريابي: ۱۷، وسنده صحيح)

اس حدیث کے بارے میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:
وَهَذَا سَنَدٌ قَوِيٌّ.
”یہ سند قوی ہے۔“

(الإصابة في تمييز الصحابة: ۱۸۹/۶)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ (۲۰۸-۲۰۹) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ”صحیح“
کہا ہے۔

ایک صحابی بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَتَى جُعِلْتُ نَبِيًّا؟ قَالَ : وَآدَمُ بَيْنَ
الرُّوحِ وَالْجَسَدِ .

”میں نے پوچھا کہ اللہ کے رسول! (تقدیر میں) کب لکھا گیا کہ آپ نبی
ہیں؟ فرمایا: آدم علیہ السلام بھی روح و جسم کے مراحل میں تھے۔“

(مسند الإمام أحمد : ۴/۶۶، ۵/۳۷۹، وسندہ صحیح)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَسَنَدُهُ صَحِيحٌ .

”اس کی سند ”صحیح“ ہے۔“

(الإصابة في تمييز الصحابة : ۶/۱۸۹)

فائدہ:

امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۲۳۸-۳۲۱ھ) فرماتے ہیں:

فَقَالَ قَائِلٌ : وَكَيْفَ تَقْبَلُونَ مِثْلَ هَذَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ أَفْصَحُ الْعَرَبِ، وَفِيهِ مَا يُنْكِرُهُ أَهْلُ
اللُّغَةِ جَمِيعًا، لِأَنَّ «بَيْنَ» عِنْدَهُمْ لَا تَكُونُ إِلَّا لِاثْنَيْنِ، وَلَا
يَكُونُ لَوَاحِدٍ؟ فَكَانَ جَوَابُنَا لَهُ فِي ذَلِكَ : أَنَّ الْأَمْرَ كَمَا ذَكَرَ،
وَلَكِنَّ الْوَاحِدَ إِذَا وُصِفَ بِوَصْفَيْنِ، دَخَلَ بِذَلِكَ فِي مَعْنَى
الْإِثْنَيْنِ، وَجَازَ أَنْ يُسْتَعْمَلَ فِيهِ مَا فِي الْإِثْنَيْنِ، وَمِنْ ذَلِكَ
قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ

وَقَلْبِهِ ﴿(الأنفال: ۲۴)﴾، وَالْمَرْءُ وَقَلْبُهُ وَاحِدٌ، وَلَكِنْ لَمَّا وُصِفَ
بِغَيْرِ مَا وُصِفَ بِهِ قَلْبُهُ، صَارَ فِي مَعْنَى الْإِثْنَيْنِ، فَكَذَلِكَ آدَمُ
لَمَّا كَانَ فِي الْبَدَنِ جِسْمًا لَا رُوحَ فِيهِ، ثُمَّ أَعَادَهُ اللَّهُ جَسَدًا ذَا
رُوحٍ، كَانَ مَوْصُوفًا بِوَجْهَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ، وَجَازَ بِذَلِكَ
إِدْخَالَ «بَيْنَ» فِي وَصْفِهِ، كَمَا جَاءَ الْحَدِيثُ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ فِي
ذَلِكَ .

”کسی نے کہا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے منسوب ایسی عبارت کیسے قبول
کر لیتے ہیں، جب کہ آپ ﷺ تو افع العرب ہیں۔ اس حدیث میں ایسا
سیاق ہے، جسے تمام اہل لغت جائز نہیں مانتے۔ کیوں کہ ان کے نزدیک ’بین‘
کا لفظ دو چیزوں کے لیے ہوتا ہے نہ کہ ایک ہی چیز کے لیے۔ ہمارا جواب ہوگا
کہ معترض کی بات درست ہے، لیکن جب ایک ہی چیز دو صفات کے ساتھ
متصف ہو جائے، تو وہ چیز دو کے حکم میں ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
کافر مان ہے: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ﴾ ﴿(الأنفال: ۲۴)﴾
(ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل
ہو جاتا ہے۔) آدمی اور اس کا دل ایک ہی چیز ہے، لیکن جب دونوں کو علیحدہ
علیحدہ صفات سے متصف کیا، تو دو الگ چیزوں کے حکم میں ہو گئے۔ اسی طرح
ابتدا میں آدم علیہ السلام محض بے روح جسم تھے، پھر جسم میں روح پھونک دی گئی، تو
آپ دو مختلف اوصاف سے متصف ہو گئے۔ یوں آپ کی صفت میں ’بین‘ کے

لفظ کا جواز ثابت ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں استعمال ہوا ہے۔“

(شرح مشکل الآثار: ۲۳/۱۵)

اس حدیث کا تعلق تقدیر سے ہے، لوح محفوظ میں لکھا جانا مراد ہے۔ جیسا کہ امام فریابی رحمہ اللہ نے اسے ”کتاب القدر“ میں ذکر کیا ہے۔ جب کہ اس کے معنی میں ملحد اور زندیق صوفیوں نے تحریف و تبدیل سے کام لیا ہے۔

حدیث کے معنی میں غلطی:

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث انور شاہ کشمیری صاحب (۱۳۵۲ھ) کہتے ہیں:

قَوْلُهُ: (مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ: وَآدَمَ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ الْإِنْخِ) أَيُّ كَانَ النَّبِيُّ (ص) نَبِيًّا وَجَرَتْ عَلَيْهِ أَحْكَامُ النُّبُوَّةِ مِنْ ذَلِكَ الْحِينِ بِخِلَافِ الْأَنْبِيَاءِ السَّابِقِينَ، فَإِنَّ الْأَحْكَامَ جَرَتْ عَلَيْهِمْ بَعْدَ الْبُعْثَةِ كَمَا قَالَ مَوْلَانَا الْجَامِي أَنَّهُ كَانَ نَبِيًّا قَبْلَ النَّشْأَةِ الْعُنْصَرِيَّةِ.

”حدیث (مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ: وَآدَمَ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ الْإِنْخِ) کا معنی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سے ہی نبی تھے اور آپ پر نبوت کے احکام جاری تھے۔ دیگر انبیائے کرام یہ شان نہیں ہے، بل کہ ان پر نبوت کے احکام بعثت کے بعد جاری ہوئے۔ جیسا کہ مولانا جامی صاحب نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مادہ عنصریہ کی پیدائش سے قبل ہی نبی تھے۔“

(العرف الشذی شرح سنن الترمذی: ۶/۵، ملفوظات علامہ سید انور شاہ محدث)

کشمیری از سید احمد رضا بجنوری، ص: ۲۰۳، ۲۰۴

یہ واضح ضلالت ہے اور قرآن و حدیث اور ائمہ دین کے متفقہ عقیدے کے خلاف ہے۔ گمراہ صوفیوں کا نظریہ ہے کہ نبی کریم ﷺ مخلوق میں حقیقتاً موجود تھے اور نبی کریم ﷺ مبداء خلق ہیں۔ جیسا کہ:

مشہور گمراہ صوفی، ابن عربی (۶۳۸ھ) نے لکھا ہے۔

فَكُلُّ نَبِيٍّ مِّنْ لَّدُنْ آدَمَ إِلَى آخِرِ نَبِيِّ مَا مِنْهُمْ أَحَدٌ يَأْخُذُ إِلَّا
مِنْ مَّشْكَاةِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَإِنْ تَأَخَّرَ وُجُودُ طِينَتِهِ فَإِنَّهُ
بِحَقِيقَتِهِ مَوْجُودٌ، هُوَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كُنْتُ نَبِيًّا
وَأَدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ» وَغَيْرُهُ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مَا كَانَ نَبِيًّا إِلَّا
حِينَ بُعِثَ.

”آدم علیہ السلام سے آخر الزماں تک سب آپ ﷺ کے چراغ سے ہی روشن ہوئے ہیں۔ گو آپ کے جسم کا وجود سب سے آخر میں ہے، آپ درحقیقت پہلے سے ہی موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان «كُنْتُ نَبِيًّا وَأَدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ» کا یہی مفہوم ہے۔ جب کہ دیگر انبیائے کرام کو نبوت تب ہی ملی جب انہیں مبعوث کیا گیا۔“

(فصوص الحکم، ص: ۶۳، ۶۴)

جناب حسین احمد مدنی دیوبندی صاحب (م: ۱۳۷۷ھ) لکھتے ہیں:

”آپ (ﷺ) کو سب سے پہلے نبوت ملی۔“ (نقش حیات، ۱/۱۳۰)

ایسا کہنا انتہائی باطل ہے کہ حقیقت محمدی انبیائے کرام اور اولیائے عظام میں علم باطنی کے ذریعے منتقل ہوتی آئی ہے۔ یہ صریح کفر اور واضح ضلالت ہے۔ یہ وحی اور نبوت و

رسالت کی نفی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں کا انکار ہے۔ جب کہ انہیں اپنی اپنی شریعت کی پیروی کا حکم دیا گیا تھا۔ جیسا کہ انبیائے بنی اسرائیل کو تورات کی پیروی کا حکم دیا گیا تھا۔ دیکھیے (سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۴۴)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْنُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾ (سورۃ آل عمران: ۸۱)

”یاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام سے پختہ عہد لیا کہ تمہیں کتاب و حکمت دے دینے کے بعد میرے رسول ﷺ تشریف لے آئیں، تو ان پر ایمان ضرور لائیے گا اور ان کی نصرت کیجئے گا۔ کیا آپ یہ وعدہ کرتے ہیں؟ سب نے کہا جی ہاں ہم یہ وعدہ کرتے ہیں۔ پختہ وعدہ؟ جی ہاں، پختہ وعدہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے ساتھ آپ بھی گواہ رہنا۔“

ابن عربی کی طرح ابوالحسن علی بن عبد الکافی سبکی بھی اس حدیث کی غلط تعبیر یوں کرتے

ہیں:

فَإِنْ قُلْتَ: أُرِيدُ أَنْ أَفْهَمَ ذَلِكَ الْقَدْرَ الزَّائِدَ فَإِنَّ النُّبُوَّةَ وَصَفُ لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ الْمَوْصُوفُ بِهِ مَوْجُودًا وَإِنَّمَا يَكُونُ بَعْدَ بُلُوغِ أَرْبَعِينَ سَنَةً أَيْضًا . فَكَيْفَ يُوصَفُ بِهِ قَبْلَ وُجُودِهِ وَقَبْلَ

إِرْسَالِهِ فَإِنْ صَحَّ ذَلِكَ فَغَيْرُهُ كَذَلِكَ . قُلْتُ قَدْ جَاءَ أَنَّ اللَّهَ
خَلَقَ الْأَرْوَاحَ قَبْلَ الْأَجْسَادِ فَقَدْ تَكُونُ الْإِشَارَةُ بِقَوْلِهِ : كُنْتُ
نَبِيًّا إِلَى رُوحِهِ الشَّرِيفَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى حَقِيقَتِهِ
وَالْحَقَائِقُ تَقْصُرُ عُقُولُنَا عَنْ مَعْرِفَتِهَا وَإِنَّمَا يَعْلَمُهَا خَالِقُهَا،
وَمَنْ أَمَدَّهُ بِنُورِ الْهِبَى . ثُمَّ إِنَّ تِلْكَ الْحَقَائِقُ يُؤْتِي اللَّهُ كُلَّ
حَقِيقَةٍ مِنْهَا مَا يَشَاءُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي يَشَاءُ، فَحَقِيقَةُ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَكُونُ مِنْ قَبْلِ خَلْقِ آدَمَ آتَاهَا اللَّهُ
ذَلِكَ الْوَصْفَ بِأَنْ يَكُونَ خَلَقَهَا مُتَهَيِّئَةً لِذَلِكَ وَأَفَاضَهُ عَلَيْهَا
مِنْ ذَلِكَ الْوَقْتِ، فَصَارَ نَبِيًّا .

”اگر میں کہوں کہ آپ ﷺ کی شان اس وجہ سے بلند ہے کہ وصفِ نبوت
موصوف (نبی کریم ﷺ) کے وجود کو مستلزم ہے، پھر نبوت چالیس برس بعد
ملنے کا مطلب؟ اگر نبوت چالیس برس بعد ملی تو آپ ﷺ کو ابتداء سے شرفِ
نبوت کے ساتھ متصف کیسے کیا جاسکتا ہے، جب کہ آپ ابھی پیدا ہوئے، نہ
مبعوث ہوئے، اگر نبی ﷺ کے لئے یہ ممکن ہے، تو دیگر انبیاء کے لئے بھی
ممکن ہے۔؟ عرض ہے کہ یہ بات تو طے ہے کہ ارواح کو اجساد سے پہلے پیدا
کیا گیا تھا۔ لہذا (کنت نبیا) میں آپ ﷺ کی روح اور حقیقت کی طرف
اشارہ ہے۔ حقائق تک ہماری عقل کی رسائی نہیں ہے، انہیں اللہ ہی جانتا ہے یا
وہ جسے نورِ الہی کی تائید حاصل ہو، دوسرے یہ کہ اللہ جس حقیقت کو جب چاہتا

ہے، ظاہر کر دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حقیقت سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے بھی پہلے موجود تھی۔ یہ حقیقت جسم کی صورت میں ظاہر ہوئی، تو اسے وصف نبوت عطا کر دیا گیا، پس آپ ﷺ نبی بن گئے۔“

(فتاویٰ السبکی: ۳۹/۱، الحاوی للفتاویٰ للسیوطی: ۱۲۱/۲، وفي نسخة ۱۰۰/۲)

گمراہ صوفیوں کی پیروی کرتے ہوئے علامہ عبدالرؤف مناوی (۹۵۲-۱۰۳۱ھ) نے اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

(كُنْتُ نَبِيًّا) لَمْ يَقُلْ: كُنْتُ إِنْسَانًا وَلَا كُنْتُ مَوْجُودًا إِشَارَةً إِلَى أَنَّ نُبُوَّتَهُ كَانَتْ مَوْجُودَةً فِي أَوَّلِ خَلْقِ الزَّمَانِ فِي عَالَمِ الْغَيْبِ دُونَ عَالَمِ الشَّهَادَةِ فَلَمَّا انْتَهَى الزَّمَانُ بِالِاسْمِ الْبَاطِنِ إِلَى وُجُودِ جِسْمِهِ وَارْتِبَاطِ الرُّوحِ بِهِ انْتَقَلَ حُكْمُ الزَّمَانِ فِي جَرَيَانِهِ إِلَى الْإِسْمِ الظَّاهِرِ فَظَهَرَ بِذَاتِهِ جِسْمًا وَرُوحًا فَكَانَ الْحُكْمُ لَهُ بَاطِنًا أَوْ فِي كُلِّ مَا ظَهَرَ مِنَ الشَّرَائِعِ عَلَى أَيْدِي الْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ ثُمَّ صَارَ الْحُكْمُ لَهُ ظَاهِرًا فَنُسَخَ كُلُّ شَرْعٍ أَبْرَزَهُ الْإِسْمُ الْبَاطِنُ بِحُكْمِ الْإِسْمِ الظَّاهِرِ لِبَيَانِ اخْتِلَافِ حُكْمِ الْإِسْمَيْنِ وَإِنْ كَانَ الشَّرْعُ وَاحِدًا.

” (كُنْتُ نَبِيًّا) ” میں نبی بن گیا تھا۔ یہ نہیں کہا کہ میں انسانی وجود میں ڈھل گیا تھا، بل کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کی نبوت عالم غیب میں زندگی کی تخلیق سے قبل ہی موجود تھی۔ جب زمانے کو عالم باطن سے عالم جسم

میں لایا گیا اور روح کو جسم سے منسلک کر دیا گیا، تو زمانے کا باطن سے ظاہر کے نام سے تبادلہ ہو گیا۔ تو آپ ﷺ جسم و روح کے ساتھ ظاہر ہوئے۔ اس سے قبل آپ کے لیے نبوت کا حکم باطنی تھا یا انبیاء کرام اور رسل عظام کی شریعتوں میں آپ کا حکم ظاہر تھا۔ پھر جب آپ کا حکم ظاہری ہوا، سابقہ تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔؟؟؟؟“ ترجمہ چیک

(فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر: ۵/۵۳، ح: ۶۴۲۴)

علم الغیب اور علم الشہادۃ کی اصطلاحات جاہل و گمراہ صوفیوں کی اصطلاحات مثلاً رموز و اشارات اور اعتبار و غیرہ کی قبیل سے ہیں۔
یہ بدعی الفاظ ہیں جنہیں زندیق اور ملحد فلاسفہ نے ایجاد کیا ہے۔ ائمہ دین ان سے ناواقف تھے۔

حدیث کا درست معنی و مفہوم:

اس حدیث کا صحیح معنی و مطلب امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ (۲۳۸-۳۲۱ھ) نے یوں بیان کیا ہے:

وَأَمَّا قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ» فَإِنَّهُ، وَإِنْ كَانَ حِينَئِذٍ نَبِيًّا، فَقَدْ كَانَ اللَّهُ تَعَالَى كَتَبَهُ فِي اللُّوحِ الْمَحْفُوظِ نَبِيًّا، ثُمَّ أَعَادَ اكْتِتَابَهُ إِيَّاهُ فِي الْوَقْتِ الْمَذْكُورِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ، كَمَا قَالَ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا

عِبَادِي الصَّالِحُونَ» (الأنبياء : ١٠٥)، وَكَانَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ كَتَبَ ذَلِكَ فِي اللُّوحِ الْمَحْفُوظِ، ثُمَّ أَعَادَ اكْتِتَابَهُ فِي الزُّبُورِ الْمُحَرَّبَةِ بَعْدَ ذَلِكَ، فَمِثْلُ ذَلِكَ اكْتِتَابُهُ عَزَّ وَجَلَّ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ، بَعْدَ اكْتِتَابِهِ إِيَّاهُ قَبْلَ ذَلِكَ فِي اللُّوحِ الْمَحْفُوظِ أَنَّهُ كَذَلِكَ .

”نبی کریم ﷺ کا فرمان «كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ» کا معنی یہ ہے کہ گواپ اس وقت نبی تھے، اللہ نے لوح محفوظ میں آپ کو نبی لکھ دیا تھا، پھر دوبارہ اس وقت لکھا، جو وقت اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: «وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزُّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ» (الأنبياء: ۱۰۵) (ہم نے ایک بار ذکر کرنے بعد پھر دوبارہ زبور میں لکھ دیا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہی ہوں گے۔) اللہ تعالیٰ نے یہ حکم لوح محفوظ میں لکھا، بعد میں یہی حکم زبور میں بھی لکھ دیا۔ ایسے ہی لوح محفوظ میں آپ ﷺ کی نبوت لکھ دینے کے بعد دوبارہ اس وقت لکھ دیا، جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مرحلے میں تھے۔“

(شرح مشکل الآثار: ۲۳۱/۱۵)

شيخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) نے کیا خوب لکھا ہے:

وَلِهَذَا يَغْلُطُ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فِي قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ الَّذِي رَوَاهُ مَيْسَرَةُ قَالَ: (قُلْتُ:

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى كُنْتُ نَبِيًّا؟ وَفِي رِوَايَةٍ ﴿مَتَى كُتِبَتْ نَبِيًّا؟ قَالَ: وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ﴾. فَيُظَنُّونَ أَنَّ ذَاتَهُ وَنُبُوَّتَهُ وَجِدَتْ حِينَئِذٍ وَهَذَا جَهْلٌ فَإِنَّ اللَّهَ إِنَّمَا نَبَّاهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ مِنْ عُمُرِهِ وَقَدْ قَالَ لَهُ: ﴿بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الْغَافِلِينَ﴾ وَقَالَ: ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى﴾ وَفِي الصَّحِيحَيْنِ ﴿أَنَّ الْمَلَكَ قَالَ لَهُ حِينَ جَاءَهُ: اقْرَأْ فَقَالَ: (لَسْتُ بِقَارِيٍّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ) وَمَنْ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ نَبِيًّا قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ فَهُوَ كَافِرٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ وَإِنَّمَا الْمَعْنَى أَنَّ اللَّهَ كَتَبَ نُبُوَّتَهُ فَاطَّهَرَهَا وَأَعْلَنَهَا بَعْدَ خَلْقِ جَسَدِ آدَمَ وَقَبْلَ نَفْخِ الرُّوحِ فِيهِ كَمَا أَخْبَرَ أَنَّهُ يَكْتُبُ رِزْقَ الْمَوْلُودِ وَأَجَلَهُ وَعَمَلَهُ وَشَقَاوَتَهُ وَسَعَادَتَهُ بَعْدَ خَلْقِ جَسَدِهِ وَقَبْلَ نَفْخِ الرُّوحِ فِيهِ كَمَا فِي حَدِيثِ الْعُرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ الَّذِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: (إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ) وَفِي رِوَايَةٍ (إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ لَمَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمَجْنَدُلٌ فِي طِينَتِهِ وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِأَوَّلِ ذَلِكَ دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبُشْرَى عِيسَى وَرُؤْيَا أُمِّي رَأَتْ حِينَ وَلَدْتَنِي أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا

نُورَ أَضَاءَتْ لَهُ فُصُورُ الشَّامِ). وَكَثِيرٌ مِّنَ الْجَهَّالِ الْمُصَنِّفِينَ
وَعَبْرِهِمْ يَرْوِيهِ (كُنْتَ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ) (وَأَدَمُ لَا
مَاءَ وَلَا طِينَ) وَيَجْعَلُونَ ذَلِكَ وُجُودَهُ بِعَيْنِهِ وَآدَمُ لَمْ يَكُنْ
بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ بَلِ الْمَاءُ بَعْضُ الطِّينِ لَا مُقَابِلَهُ.

”اکثر لوگوں کو سیدنا میسرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث کے فہم میں غلطی لگی، جس میں
ہے کہ: (قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى كُنْتَ نَبِيًّا؟ وَفِي رَوَايَةٍ مَتَى كُنْتُ
نَبِيًّا؟ قَالَ: وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ) ”میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ!
(تقدیر میں) کب سے لکھا گیا کہ آپ نبی ہیں؟ ایک روایت میں ہے کہ آپ
کو (تقدیر میں) نبی کب لکھا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سیدنا آدم علیہ السلام ابھی
روح و جسم کے مراحل میں تھے، میں نبی لکھ دیا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس وقت
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اور نبوت موجود تھی، یہ جہالت ہے، کیوں کہ اللہ نے نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس برس کی عمر میں نبی بنایا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (بِمَا
أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَذَا الْقُرْآنَ وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ) (ہم نے
آپ پر یہ قرآن وحی کیا، آپ اس سے پہلے نا آشنا تھے۔) نیز فرمان باری
تعالیٰ ہے: (وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَى) (اللہ نے آپ کو بے راہ پا کر سیدھے
راستے کی راہنمائی فرمائی۔) صحیحین (صحیح البخاری: ۳، صحیح مسلم: ۱۶۰) میں
ہے: غار حرا میں فرشتے نے آپ سے پڑھنے کو کہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار
فرمایا: میں پڑھ نہیں سکتا۔ لہذا جو کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نزول وحی سے پہلے ہی
نبی تھے، وہ کافر ہے اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس حدیث کا درست

مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی نبوت لکھی، پھر سیدنا آدم علیہ السلام کے جسد کی تخلیق کے بعد اور روح پھونکنے سے پہلے اس نبوت کا اظہار و اعلان فرما دیا۔ جیسا کہ (صحیح البخاری: ۳۱۸، صحیح مسلم: ۲۶۲۵) میں ہے کہ بچہ کی تخلیق کے بعد اور روح پھونکنے سے پہلے اس کا رزق، موت، عمل، سعادت اور شقاوت لکھ دی جاتی ہے۔ نیز سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث (مسند احمد: ۳۷۹/۲۸) میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: 'میں اللہ کے ہاں 'خاتم النبیین' لکھ دیا گیا تھا۔ دوسری روایت میں ہے: 'میں اللہ کے حضور 'خاتم النبیین' لکھ دیا گیا تھا، جب کہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں لیٹے ہوئے تھے۔ میں آپ کو ابتدا کی خبر دیتا ہوں، جو کہ دعوت ابراہیم، بشارت عیسیٰ علیہ السلام اور میری والدہ ماجدہ کی خواب کی روشن تعبیر تھی کہ جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا۔ ان سے ایک روشنی خارج ہوئی، جس نے شام کے محلات کو روشن کر دیا۔ کئی جاہلوں کا وطیرہ ہے کہ وہ (كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ) (وَآدَمُ لَا مَاءَ وَلَا طِينَ) بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا شخصی وجود اس وقت بھی موجود تھا، جب کہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھے، بل کہ پانی گارے کا کچھ حصہ ہے۔ لیکن گارے کا پانی سے کوئی تقابل نہیں۔'

(مجموع الفتاویٰ: ۲۸۲/۸، ۲۸۳)

تنبیہ نمبر ①:

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
إِنِّي عِنْدَ اللَّهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمُنْجِدِلٌ

فِي طِينَتِهِ، وَسَأْنَبْتُكُمْ بِأَوَّلِ ذَلِكَ دَعْوَةَ أَبِي إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةَ عِيسَى بِي، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ، وَكَذَلِكَ أُمَمَاتُ النَّبِيِّينَ تَرَيْنَ .

”میں تقدیر الہی میں خاتم النبیین لکھ دیا گیا تھا، جب کہ آدم علیہ السلام ابھی مٹی میں گوندھے جا رہے تھے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں، نبیوں کی مائیں ایسے ہی خواب دیکھتی ہیں۔“

(مسند الإمام أحمد: ۱۲۷/۴، التاريخ الكبير للبخاري: ۶۸/۶، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۶۳۰۴) نے ”صحیح“ امام حاکم رحمہ اللہ (۴۱۸/۲) نے ”صحیح الاسناد“ اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ”صحیح“ کہا ہے۔
امام بیہقی رحمہ اللہ (۳۸۴-۴۵۸ھ) اس حدیث کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَإِنَّمَا أَرَادَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ أَنَّهُ كَذَلِكَ فِي قَضَاءِ اللَّهِ وَتَقْدِيرِهِ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

”اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ کی تقدیر میں آدم علیہ السلام سے پہلے نبی لکھ دیے گئے تھے۔“

(شعب الإيمان: ۵۱۰/۲، تحت حدیث: ۱۳۲۲)

تنبیہ نمبر ۲:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُنْتُ أَوَّلَ النَّبِيِّينَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ، فَبَدَأَ بِي قَبْلَهُمْ.

”انبیائے کرام میں سے سب سے پہلے میری تخلیق ہوئی، لیکن مبعوث سب سے آخر میں ہوا ہوں، لہذا ان سے پہلے ابتدا مجھ سے کی گئی۔“

(تفسیر ابن ابی حاتم: ۳۱۱۶/۹، ح: ۱۷۵۹۴، دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني:

۳، الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: ۳۷۳/۳، الفوائد لتمام: ۱۰۰۳، تفسیر ابن ابی کثیر: ۳۸۲/۶، سلامة)

تبصرہ:

سند و وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

① قتادہ ”مدلس“ ہیں۔ سماع کی تصریح نہیں کی۔

② امام حسن بصری رحمہ اللہ بھی ”مدلس“ ہیں۔ ان کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع

نہیں ہے۔ جیسا کہ علامہ عینی حنفی (۷۶۲-۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عِنْدَ الْجُمْهُورِ.

”جمہور کے نزدیک حسن بصری رحمہ اللہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔“

(عمدة القاري: ۲۷۱/۱، البناية: ۱۸۲/۱)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۷۲۳-۸۰۴ھ) فرماتے ہیں:

أَلْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، كَمَا قَالَ الْجُمْهُورُ.



”جمہور کے مطابق حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔“

(البدر المنیر: ۴۴۵/۲)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

وَلَمْ يَسْمَعْ عِنْدَ الْأَكْثَرِينَ .

”جمہور کے نزدیک سماع ثابت نہیں۔“

(الآلآلی المصنوعة: ۲۷/۱)

تنبیہ نمبر ۳:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ: وَآدَمَ بَيْنَ

الرُّوحِ وَالْجَسَدِ .

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی نبوت کب لکھی

گئی؟ فرمایا: ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسم کے مراحل میں تھے۔“

(سنن الترمذی: ۳۶۰۹، المستدرک للحاکم: ۶۰۹/۲، دلائل النبوة للبيهقي: ۲۲۶/۲)

تبصرہ:

سند ”ضعیف“ ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے ”حسن صحیح غریب“ کہا ہے۔ حافظ

مزنی رحمۃ اللہ علیہ (تحفۃ الاشراف: ۷۴/۱۱) اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ (البدایہ والنہایہ: ۳۲/۲) نے

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے فقط ”حسن غریب“ ذکر کیا ہے۔

اس سند کے بارے میں امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ) لکھتے ہیں:

هَذَا مُنْكَرٌ، هَذَا مِنْ خَطَا الْأَوْزَاعِيِّ، يُخْطِئُ كَثِيرًا عَلَى يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ.

”منکر حدیث ہے۔ یہ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی غلطی ہے۔ آپ یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت میں بہت زیادہ غلطیوں کا شکار ہوئے۔“

(المنتخب من علل الخلال لابن قدامة المقدسي، ص: ۱۷۳، ح: ۹۳)

یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ زبردست ”مدلس“ بھی ہیں۔ سماع کی تصریح نہیں کی، لہذا سند ”ضعیف“ ہے۔

تنبیہ نمبر ۴:

قائد تابعی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

كُنْتُ أَوَّلَ النَّاسِ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ.

”میں تخلیق میں سب سے اول ہوں اور بعثت میں سب سے آخری ہوں۔“

(الطبقات الكبرى لابن سعد: ۱/۱۴۹)

تبصرہ:

یہ قول ”مرسل“ ہونے کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔ کیوں کہ قائد تابعی براہ راست نبی کریم ﷺ سے بیان کر رہے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اسی سند میں سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ ”مدلس“ ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔ جب کہ دوسری سند میں محمد بن سلیم ابو ہلال راسبی بصری جمہور ائمہ کرام کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔

تنبیہ نمبر ۵:

كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ .

”آدم علیہ السلام بھی پانی اور گارے کے درمیان تھے کہ میں نبی بن چکا تھا۔“

تبصرہ:

یہ اڑی ہوئی ہوا اور جھوٹ ہے۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ (۸۳۱-۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

فَلَمْ نَقِفْ عَلَيْهِ بِهَذَا اللَّفْظِ، فَضَلًّا عَنْ زِيَادَةٍ: وَكُنْتُ نَبِيًّا وَلَا

آدَمُ وَلَا مَاءَ وَلَا طِينٍ .

”وَكُنْتُ نَبِيًّا وَلَا آدَمَ وَلَا مَاءَ وَلَا طِينٍ“ کی زیادتی تو کجا، ہمیں تو ان

الفاظ سے مروی حدیث بھی نہیں ملی۔“

(المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة، ص: ۵۲۱)

حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۸۴۹-۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

لَا أَصْلَ لَهُ بِهَذَا اللَّفْظِ... وَزَادَ الْعَوَامُ فِيهِ: وَكُنْتُ نَبِيًّا وَلَا

أَرْضَ وَلَا مَاءَ وَلَا طِينٍ. وَلَا أَصْلَ لَهُ أَيْضًا .

”ان الفاظ سے کوئی حدیث نہیں ہے۔....عوام نے اس میں ”وَكُنْتُ نَبِيًّا“

وَلَا أَرْضَ وَلَا مَاءَ وَلَا طِينٍ“ کے الفاظ کی بھی زیادتی کی ہے۔ یہ بھی بے

اصل روایت ہے۔“

(الدُّرَرُ الْمُنْتَشِرَةُ مِنَ الْأَحَادِيثِ الْمَشْتَهَرَةِ، ص: ۱۶۳)

ملا علی قاری حنفی معزلی صاحب (م: ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الزَّرْكَشِيُّ: لَا أَصْلَ لَهُ بِهَذَا اللَّفْظِ .

”علامہ زرکشی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ’بے اصل‘ ہے۔“

(الموضوعات الصغرى، ص: ۱۴۲)

محمد طاہر پٹنی صاحب (۹۱۰-۹۸۶ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ: مَوْضُوعٌ، وَهُوَ كَمَا قَالَ .

”علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اسے ’موضوع‘ کہتے ہیں۔ بات ایسے ہی ہے۔“

(تذكرة الموضوعات: ۸۶)

شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۶۶۱-۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُهُ: (كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ) فَلَا أَصْلَ لَهُ

لَمْ يَرَوْهُ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ بِهَذَا اللَّفْظِ وَهُوَ بَاطِلٌ

فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ إِذِ الطِّينُ مَاءٌ وَتُرَابٌ وَلَكِنْ

لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ جَسَدَ آدَمَ قَبْلَ نَفْخِ الرُّوحِ فِيهِ: كَتَبَ نُبُوَّةَ

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدَّرَهَا .

”«كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ» والے الفاظ ’بے اصل‘ ہیں۔

محدثین میں سے کسی نے بھی یہ الفاظ بیان نہیں کیے۔ یہ باطل حدیث ہے۔

سیدنا آدم علیہ السلام پانی اور گارے کے مرحلہ سے نہیں گزرے۔ کیوں کہ گار پانی اور

مٹی کے مجموعے کا نام ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جب سیدنا آدم علیہ السلام کے جسم کی

تخلیق فرمائی، تو ان میں روح پھونکنے سے پہلے ہی تقدیر میں نبی کریم ﷺ کی

نبوت لکھ دی۔“



(مجموع الفتاوى: ۲/۲۳۸)

مزید فرماتے ہیں:

وَأَمَّا مَا يَرَوِيهِ كَثِيرٌ مِنَ الْجُهَالِ وَالْإِتِحَادِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ مِنْ أَنَّهُ قَالَ: «كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ وَآدَمُ لَا مَاءَ وَلَا طِينَ» فَهَذَا مِمَّا لَا أَصْلَ لَهُ لَا مِنْ نَقْلِ وَلَا مِنْ عَقْلِ فَإِنَّ أَحَدًا مِنَ الْمُحَدِّثِينَ لَمْ يَذْكُرْهُ وَمَعْنَاهُ بَاطِلٌ فَإِنَّ آدَمَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ قَطُّ فَإِنَّ الطِّينَ مَاءٌ وَتُرَابٌ وَإِنَّمَا كَانَ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ .

”کنت نبیا و آدم بین الماء والطين و آدم لا ماء ولا طين، کو جاہل اور عقیدہ وحدۃ الوجود کے حاملین نے بیان کیا ہے۔ یہ بے اصل ہے۔ عقل و نقل میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ محدثین میں سے کسی نے اسے ذکر نہیں کیا۔ اس کا معنی باطل ہے، کیوں کہ آدم علیہ السلام پانی اور گارے کے مرحلے سے تو کبھی گزرے ہی نہیں، گارہ تو پانی اور مٹی کے مجموعے کا نام ہے۔ جب کہ آپ علیہ السلام تو روح و جسم کے مرحلے سے گزرے ہیں۔“

(الرد على البكري، ص: ۹، طبعة السلفية، ۱۳۴۶ھ)

تنبیہ نمبر ۶:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ: يَا جِبْرِيلُ
كَمْ عُمْرُكَ مِنَ السِّنِينَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَسْتُ أَعْلَمُ غَيْرَ
أَنَّ فِي الْحِجَابِ الرَّابِعِ نَجْمًا يَطْلُعُ فِي كُلِّ سَبْعِينَ أَلْفَ سَنَةٍ
مَرَّةً رَأَيْتُهُ اثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ أَلْفَ مَرَّةٍ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَا
جِبْرِيلُ وَعِزَّةَ رَبِّي أَنَا ذُلِكَ الْكَوْكَبُ.

”آپ ﷺ نے سیدنا جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: جبرائیل! آپ کی عمر کیا ہے؟
کہنے لگے: یہ نہیں، اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے آسمان میں ایک ستارہ ہے۔ جو ستر
ہزار سال بعد ایک دفعہ طلوع ہوتا ہے۔ میں نے اسے بہتر (۷۲) ہزار مرتبہ
دیکھا ہے۔ فرمایا: میرے رب کی عزت کی قسم! وہ ستارہ میں ہی ہوں۔“

(تفسیر روح البیان: ۵۴۳/۳، سورة التوبة تحت آیت: ۱۲۸)

تبصرہ:

یہ روایت باطل ہے۔ اسے گھڑنے والا اسماعیل حقی حنفی (۱۱۲۷ھ) ملحد، زندیق اور
دجال ہے۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی ذات گرامی پر جھوٹ بولا ہے۔ اس جھوٹی و بے سرو پا
روایت کو ائمہ محدثین نے کتابوں میں ذکر تک نہ کیا۔ بعض بدعتی اللہ رب العزت کی گرفت
اور عذاب سے بے خوف و خطر ہو کر اسے برسرِ منبر بیان کرتے ہیں۔ انہیں یہ بھی معلوم نہیں
کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنے والے کا انجام کیا ہے؟

